FOR IMMEDIATE RELEASE

اے ایس-079-2007

11 اپریل 2007ء

ایشین ہیومن رائٹس کمیشن کی جانب سے جاری کردہ بیان

پاکستان: حکومت نے عدالتی بحران سے توجہ ہٹانے کیلئے بنیاد پرستوں کی جانب سے پیدا کردہ افراتفری اور بدنظمی کی صورتحال جاری رہنے کی اجازت دیدی

صدر پرویز مشرف کی جانب سے چیف جسٹس آف پاکستان جناب جسٹس افتخار محمد چوہدری کے خلاف کارروائی کے بعد ملک بھر میں شدید عوامی احتجاج کے بعد پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں انتہاپسندوں کی ایک مسجد اور اس سے ملحقہ مدارس کے اثر ونفوذ میں زبردست اضافہ ہوگیا ہے۔

لال مسجد اور اس سے ملحقہ مدارس جامعہ حفصہ اور فریدیہ کے رہنما اور طلبہ و طالبات ہاتھوں میں ڈنڈے لے کر دارالحکومت کی سڑکوں پر گھوم رہے ہیں اور لوگوں کو دھمکی دے کر کہا جارہا ہے کہ وہ اپنی روزمرہ زندگی کے معمولات میں شریعت کے قوانین پر عمل کریں۔ طلبہ اور علما کے ایک گروپ نے 6 اپریل کو نماز جمعہ کے بعد ایک تجارتی مقام پر آڈیو اور ویڈیو کیسٹ نذر آتش کئے اور دکانداروں کو دھمکی دی کہ وہ اپنا کاروبار بند کردیں ورنہ ان کی دکانیں جلادی جائیں گی۔ اس سے قبل 27 مارچ کو جامعہ حفصہ کی طالبات نے 3 عورتوں اور 5 ماہ کے ایک بچے کو عصمت فروشی کا اڈہ چلانے کے الزام میں اغوا کرلیا تھا اور انہیں 3 دن تک اپنی تحویل میں رکھا جس کے دوران اغوا کی گئی عورتوں کو بری طرح تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ مسجد اور مدارس کی انتظامیہ کے لوگوں نے بھی 2 پولیس افسروں کو پکڑلیا اور انہیں یرغمال بنا کر 2 ایسے استادوں کی رہائی کا مطالبہ کیا جنہیں گرفتار کیا گیا تھا۔ فوجی حکومت کو مدرسے کے حکام کے مطالبات قبول کرنے پڑے جس کے نتیجے میں پولیس اہلکاروں کی رہائی کے بدلے میں استادوں کو چھوڑ دیا گیا۔

لال مسجد کے رہنماؤں نے اعلان کیا ہے کہ اگر حکومت نے 30 دن کے اندر اسلامی قوانین پر عملدرآمد شروع نہ کیا تو پھر وہ خود اپنے طور سے شرعی قوانین پر عمل کرائیں گے۔ مسجد کے حکام نے ایک اسلامی عدالت کے قیام کا اعلان بھی کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ سزاؤں کا بھی اعلان کریں گے۔ انہوں نے یہ دھمکی بھی دی ہے کہ وہ دارالحکومت میں شرعی قوانین نافذ کرنے کیلئے خودکش دستے تیار کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہی اسلامی رہنماؤں نے ایک خاتون وزیر کے خلاف فتویٰ جاری کیا تھا جس میں خاتون وزیر کو جہاز سے چھلانگ لگانے کی تربیت دینے والے انسٹرکٹر سے سرعام بغل گیر ہونے کی بنا پر واجب القتل قرار دیا گیا تھا لیکن حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں نے اس دھمکی کو حیرت انگیز طور پر نظر انداز کردیا۔

دوسری جانب پاکستان کے شمالی علاقوں خصوصاً کرم ایجنسی کے شہر پاراچنار میں جو افغانستان سے قریب ہے اور جہاں شیعہ اور سنی دونوں ہی فرقوں سے تعلق رکھنے والے لوگ کافی تعداد میں آباد ہیں فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑے ہیں۔ علاقے میں 9 روز جاری رہنے

والی خونریز لڑائی اور مزید 6 دن مسلسل کرفیو رہنے کے باعث 50 سے زائد افراد ہلاک ہوگئے اور تشدد کرم ایجنسی کے دیگر علاقوں میں بھی پھیل گیا ہے۔اس صورتحال کی وجہ سے پورے ملک کے شہریوں میں عدم تحفظ کا احساس پیدا ہوگیا ہے کیونکہ انتہاپسند عناصر صرف یہی نہیں کہ کنٹرول کر رہے ہیں بلکہ وہ اپنے طور پر قوانین پر عملدرآمد بھی کروا رہے ہیں۔حکومت اپنی عملداری برقرار رکھنے میں واضح طور پر ناکام ہوگئی ہے اور ملک میں قانون کی حکمرانی کو کوئی وجود نہیں رہا۔

ایشین ہیومن رائٹس کمیشن کو اس صورتحال پر گہری تشویش ہے کہ پاکستان میں انتہاپسند عناصر کو اپنے طور پر قوانین نافذ کرنے کی اجازت دیدی گئی ہے اور نہ تو حکومت اور نہ ہی قانون نافذ کرنے والے ادارے انتہاپسندوں کو دارالحکومت اسلام آباد کا کنٹرول سنبھالنے سے روکنے کیلئے کوئی اقدام اٹھا رہے ہیں۔بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حکومت کے لال مسجد اور اس سے ملحقہ مدارس کے حکام سے دوستانہ تعلقات ہیں اور انہیں سول سوسائٹی کی بنیادوں کو چیلنج کرنے کیلئے کھلی چھوٹ دیدی گئی ہے۔

حتیٰ کہ وفاقی وزیر مذہبی امور نے جامعہ حفصہ کی طالبات کے ساتھ ایک تحریری معاہدہ کیا جنہوں نے غیر قانونی طور پر تعمیر کی گئی مساجد منہدم کرنے پر احتجاج کرتے ہوئے جنوری 2007ء میں اسلام آباد میں بچوں کی لائبریری پر قبضہ کرلیا تھا۔یہ مساجد مدرسے کے رہنماؤں نے زمین پر غیر قانونی طور سے قبضہ کرکے تعمیر کی تھیں۔طالبات اور وزیر مذہبی امور مسٹر اعجاز الحق کے درمیان طے پانے والے معاہدے کے مطابق حکومت غیر قانونی طور پر تعمیر کی گئی مساجد کے انہدام کی کارروائی روک دے گی۔

صدر جنرل پرویز مشرف صوبہ بلوچستان کے عوام کے خلاف 2001ء سے چھاؤنیوں کی تعمیر کی مزاحمت کے سبب فوجی کارروائی کر رہے ہیں لیکن انہوں نے اپنے اس سخت گیر موقف کے بالکل برعکس یہ اعلان کردیا کہ ان کی حکومت وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں اسلامی قوانین کے نفاذ کا مطالبہ کرنے والے بنیاد پرستوں اور انتہاپسندوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کے بجائے ان کے ساتھ مذاکرات کرنے کو تیار ہے۔

عدلیہ کا بحران چونکہ قابو سے باہر ہوگیا تھا اس لئے یہ بات حکومت کیلئے ضروری ہوگئی تھی کہ عوام کی توجہ اس مسئلے کی طرف سے ہٹانے کیلئے انتہاپسند مذہبی عناصر کو جیسا وہ چاہیں کرنے کی اجازت دیدی جائے تاکہ ملک میں اس حد تک افراتفری اور بدنظمی پیدا ہوجائے کہ فوجی حکومت کا برقرار رہنا حق بجانب ثابت ہو۔اے ایچ آر سی پاکستان کی فوجی حکومت کی جانب سے عوام کی توجہ عدلیہ کے بحران سے ہٹانے کیلئے اسلام آباد میں اسلامی شریعت کی تحریک اور ملک کے شمالی علاقوں اور کراچی میں فرقہ وارانہ تشدد کو استعمال کرنے پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے۔عدلیہ کا یہ بحران حکومت کی جانب سے ملک میں عدالتی نظام پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کے نتیجے میں پیدا ہوا تھا۔حکومت کی جانب سے چیف جسٹس کو غیر فعال بنا کر اپنی پسند کے ایک شخص کو عدلیہ میں اعلیٰ ترین عہدے پر تعینات کرنے کی کوششوں کے جواب میں ملک بھر کے وکلاء اور سول سوسائٹی نے جتنا شدید ردعمل ظاہر کیا ہے کہ اس کی ماضی میں مثال نہیں ملتی۔چیف جسٹس پر حملہ عوام کیلئے جو فوجی حکومت کی جانب سے جمہوری آزادیوں اور قانون کی حکمرانی پر حملوں کے سبب شدید مایوسی کے شکار تھے پرجوش انداز میں آگے بڑھ کر فوجی حکومت کے سخت کنٹرول کے خلاف مزاحمت کے اظہار کا موقع بن گیا ہے۔موجودہ حکومت اب ملک کے عوام اور بین الاقوامی برادری

دونوں ہی کی نظروں میں اپنا جواز ہی کھو بیٹھی ہے۔ یہی وہ حالات ہیں جن کے تحت فوجی حکومت نے وفاقی دارالحکومت میں تباہی بربادی پھیلانے کیلئے انتہاپسند مذہبی گروپوں کی مداخلت کا خیر مقدم کیا۔

ملک میں سول قوانین کی جگہ شرعی قوانین کا نفاذ اور عام قانونی عدالتوں کی جگہ شرعی عدالتوں کا قیام عدلیہ پر اس سے بھی زیادہ بڑا حملہ ہے جو چیف جسٹس افتخار چوہدری پر کیا گیا۔ موجودہ قانون اور اس کی عدالتوں کی جگہ شرعی قانون اور اس کی عدالتوں نے لی تو اس سے **ملک** کے مستقبل پر اس سے زیادہ گہرے اثرات مرتب ہوں گے جو شاید فوجی حکومت سوچ رہی ہو۔ اس اقدام سے پاکستان میں عوام کی شہری آزادیوں کا پورا معاملہ اور اس کے ساتھ املاک کے معاملات بھی خطرے میں پڑ جائیں گے۔ پاکستان کی خواتین اس صورتحال کے نتیجے میں سب سے زیادہ متاثر ہونے والا طبقہ ہوں گی جن کے حقوق کے تعین کیلئے شرعی قانون کا پہلے ہی غلط طور پر اطلاق کیا جاتا ہے۔

موجودہ بحران پاکستان میں جمہوریت، انسانی حقوق اور قانون کی حکمرانی کے نکتہ نظر سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

ایشین ہیومن رائٹس کمیشن پاکستان کے عوام، اقوام متحدہ اور عالمی برادری پر زور دیتا ہے کہ اس مسئلے کی سنگینی کو سمجھا جائے جو اسلام آباد کے دل میں پیدا ہو رہا ہے اور اس کا مناسب طور پر جواب دیا جائے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایشین ہیومن رائٹس کمیشن ایک علاقائی غیر سرکاری ادارہ ہے جو ایشیا میں انسانی حقوق کے مسائل پر نظر رکھتا ہے۔ یہ گروپ جس کا صدر دفتر ہانگ کانگ میں واقع ہے 1984ء میں قائم ہوا تھا۔